

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

قیمت سالانہ مے

نورِ افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے۔

جلد ۴۶	ہر ہفتہ بروز جمعہ لودیانہ سے شائع ہوتا ہے۔ ۹۔ اگست سنہ ۱۹۱۸ء	نمبر ۳۲

گلدستہ اخبار

جب سے کہ جرمن ولیعہد نے پیچھے ہٹنا شروع کیا ہے اُس وقت سے ۷ کرہ اگست تک وہ ۲۰ میل ہٹ گیا۔ اور اس کے ۴۰ ہزار آدمی گرفتار ہو گئے ہیں۔

سویڈن سے جو خبریں موصول ہوئی ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ جرمنی اسباب پر بڑا زور دے رہا ہے کہ فنلنڈ میں شاہی سلطنت بنجائے۔

امریکن سفیر مقیمی روس خبر دیتا ہے کہ وہ برطانیہ عظمیٰ فرانس اور اٹلی کے نمائندگان کے ساتھ مرمنسک کو روانہ ہو گیا ہے۔

لارڈ ڈربی نے حال ہی میں اعلان کیا ہے کہ جنگ کے بعد پرنس آف ویلز ہندوستان اور سلطنت کے دیگر حصص کا معائنہ کرنیکو تشریف لائینگے۔

آسٹریا نے برطانیہ کلاں سے درخواست کی ہے کہ شہری قیدی واپس کر دیئے جائیں۔

برطانیہ کلاں میں اس وقت آسٹریا کے شہری قیدی آسٹریا میں برطانیہ کلاں کے شہری قیدیوں کی نسبت بہت ہی زیادہ ہیں۔

برطانیہ کلاں اُتنے ہی آسٹریا کے شہری قیدی رہا کرنے کے لئے تیار ہے جتنے کہ برطانیہ کے شہری قیدی آسٹریا میں ہیں۔

آسٹریا کے باقی ماندہ شہری قیدی اُس وقت چھوڑے جائینگے جبکہ انگلو ٹرکش عہدنامہ ترکی کی جانب سے ہو جائیگا۔

امریکہ کا دعوے ہے کہ اگر ضرورت پڑے تو اپنے ہی ملک سے برطانیہ۔ فرانس۔ اٹلی کو پوری خوراک بہم پہنچا سکتا ہے۔ اور ساتھ ہی اپنی فوجوں کی بھی عمدہ پرورش کر سکتا ہے۔

امریکہ کے سکرٹری آف وار مسٹر بیکر نے ۱۸ اور ۴۵ برس کے درمیان عمر کے لوگوں کو جنگ میں متعین کرنیکا بل کانگرس میں داخل کر دیا ہے جو امید ہے کہ یکم ستمبر کو پاس ہو جائیگا۔

اس بل کے مطابق ۲۳۳۹۸۰۰۰ آدمی ماسوائے ان آدمیوں کے مل جائینگے جن کی موجودہ قانون کے مطابق عمریں ۲۱ اور ۳۱ برسوں کے درمیان ہیں۔

امریکن کاریگران اسلحہ۔ امریکن سپاہیوں کے لئے سب ایسے ہتھیار بنا رہے ہیں جو قدیم زمانہ میں جنگ میں مستعمل ہوتے تھے۔ مثلاً خود ڈھال سینہ بند وغیرہ۔

برلن میں روسیوں اور اہل فنلنڈ کے درمیان صلح کی گفتگو شروع ہو گئی ہے۔

تار برقیات

دشمن کی پسپائی۔

لندن ۵ اگست۔ رائٹر کا نامہ نگار مقیم فرانسیسی صدر مقامات گذشتہ رات تار دیتا ہوا لکھتا ہے کہ جرمنوں نے بالضرور اس جنگی کو محسوس کیا ہوگا جو سوم کے شمالی اور جنوبی مورچوں سے بہ رضا و رغبت پیچھے ہٹنے سے بیشتر لی گئی تھی۔ اور یہ مورچے اس امن اور اعتدال پر اور زیادہ پیشقدمی کرنے کے لئے زور آگیں کی مفید لائن ہوتے۔ جرمنوں کی ایک جبری اور دو اپنی خوشی سے رجعت کرنا صرف اس غرض سے ہوئی تھیں کہ وہ اپنی فوج کو بچا لیں۔ لیکن اگر یہ کفایت شعاری افواج کی اس غرض سے کیگئی ہے کہ شہزادہ روپریخت یا ولیعہد کسی اور محاذ پر کسی بڑی مہم کرنے کے قابل ہو جائیں تو ہم اس کی بابت بہت جلد واقف ہو جائینگے۔ اور اگر یہ فیصلہ کر لیا گیا ہے کہ وہ موقعہ جبکہ کسی فیصلہ کن فتح کا امکان پیدا ہو جائے تو دشمن ایسا کرنے کی کسی اور نشان کو ظاہر کرنے کی بہ نسبت اور زیادہ پیچھے کو ہٹ جاتا۔

جرمن حسب معمول آہستہ آہستہ اور باقاعدہ پیچھے کو ہٹتے ہیں اور سیکشن کے بعد سیکشن پیچھے کو ہٹاتے چلے جاتے ہیں۔ اور مرکزوں پر مقابلہ کے لئے فوجیں ڈال رکھتی ہیں۔ تاکہ اگر مخالف آگے بڑھنے کی کوشش کرے تو وہ ان پر آتشباری کر کے باز رکھیں۔ راتمز لاؤن سڑک پر راتمز کے ایک میل شمال کو جو ہم لا نیو لسبٹ گاؤں پر بڑھ گئے ہیں اس کے یہ معنی ہے کہ راتمز کے مشرق کی جانب سے راتمز بالکل محفوظ ہے۔ اور کہ دشمن نے گھیر اڈالکر حملہ کرنے کے ذریعہ سے راتمز کو سر کر لینے کی امید توڑ دی ہے۔

حملہ کرنے کی پرانی غلطی۔

لندن ۵ اگست۔ پیرس۔ اخبار تین جنرل لوڈنڈارف کا ایک مخفی حکم شایع کرتا ہے۔ جس میں بعض نئے داؤں پیچ کا ذکر کرتے ہوئے ان کی بابت حکم دیتا ہوا لکھتا ہے کہ ریزرو فوجوں کے حق میں ہماری حالت ہمیں ان موقعوں کو مکمل کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ یہ ایک نہایت ہی لازمی امر ہے کہ ہم جسم کر کرنے کی پرانی غلطی کو بالکل چھوڑ دیں اور کہ ہم ہر صورت سے اپنے نقصانات کم کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔

امریکن فوجی عمر کی حد۔

لندن ۶ اگست واشنگٹن۔ مسٹر بیکر نے آرمی بل جس میں آدمیوں کے انتخابی بھرتی کی عمر ۱۸ سال سے ۴۵ سال تک معین کیگئی ہے۔ کانگرس میں داخل کر دیا ہے۔ اور کانگرس نے وہ بل ملٹری کمیٹی کے سپرد کر دیا ہے۔ امید کیجاتی ہے کہ یہ بل یکم ستمبر کو پاس ہو جائیگا۔ جو تعداد و شمار مسٹر بیکر نے تیار کی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس بل کے ذریعہ ۲۳۹۸۰۰۰ آدمی اور حاصل ہو جائینگے ماسوائے آدمیوں کی اس تعداد کے جنکی عمریں موجودہ قانون کے مطابق ۲۱ اور ۳۱ برسوں کے درمیان ہیں۔

بعد جنگ پرنس آف ویلز ہند میں

لندن ۳۱ جولائی۔ الیسٹ انڈیا ایسوسی ایشن کے ایک جلسہ میں صدر نشیں ہوتے ہوئے لارڈ رنی نے بادشاہ کے اس اعلان کا ذکر کرتے ہوئے پرنس آف ویلز جنگ کے بعد ہندوستان اور سلطنت کے دیگر حصص کی سیر کرینگے۔ کہا کہ جیسے موقعہ پرنس آف ویلز کو ملے ہیں ویسے تخت کے وارثوں میں سے بہت ہی کم کو نصیب ہوئے یا اگر ہوئے تو انہوں نے انہیں بہت کم استعمال کیا بادشاہ سلامت سب سے پہلا برطانوی بادشاہ ہے جس کو اپنی سلطنت کے ہر ایک حصہ سے شخصی واقفیت ہے۔ اور ہندوستان ہز مجسٹی کے نہایت ہی زیر احسان ہے۔ اس دلچسپی کے لئے جو بادشاہ سلامت اس کے معاملات کے ساتھ رکھتے اور اس واقفیت کے لئے بھی جو وہ ان معاملات میں رکھتے ہیں۔

فرانسیسی دریائے ویزل کے پار ہیں

لندن ۵ اگست۔ دشمن اگرچہ دریائے ویزل کے پار پیچھے ہٹ رہا ہے۔ تو بھی سر توڑ مقابلہ کرتا چلا جا رہا ہے۔ فرانسیسیوں نے جانشری پر قبضہ کر لیا ہے اور ونٹو فرم پر دریائے ویزل کے پار ہو گئے ہیں۔ اور ایسا ہی ریمز کے شمال مغرب سے اور سائمسن کے مقابل میں دریائے سے عبور کر کے سینٹ ورسٹے پر قبضہ کر لیا ہے۔ دشمن نے دریائے ویزل پر کے تمام پل برباد کر دیئے ہیں تعاقب جاری ہے۔ اور دریائے مذکور کے مشرقی کنارہ پر فرانسیسی مضبوط مورچوں میں قائم ہیں جرمنوں نے بظاہر معلوم کر لیا ہے کہ وہ دریائے ویزل پر استقلال کے ساتھ کھڑے رہ نہیں سکتے۔ مگر ساتھ ہی سر توڑ کوششیں کر رہے ہیں کہ اتحادی رک جاویں تاکہ وہ دریائے آئین کے پار آدمی اور سامان بہم پہونچا سکیں۔ جس کا عبور کرنا ان کے لئے نہایت ہی دکھ دائیک ہوگا۔

ایڈیٹوریل نوٹس

ہماری تقریظ

جہاں تک ہم اس چھوٹے سے مگر پر معنی اور پر زور مضمون پر غور کرتے ہیں جو ہم نے گزشتہ ہفتہ کے ایڈیٹوریل میں سب سے پہلے اسی صفحہ ۲ پر درج کیا۔ ہمیں یہ معلوم پڑتا ہے کہ اس خلوتی جلسہ میں جو کچھ غور و فکر کیا گیا وہ بڑی رقت آمیزی اور خلوص قلبی اور ہندوستانی کلیسیا کی فلاحیت اور ترقی کے لئے کیا گیا تھا۔ مشن کی طرف سے ہندوستانی کلیسیا کی بیزاری اور جن وجوہات سے یہ بیزاری پیدا ہوئی اور ترقی پا رہی ہے۔ اور ان وجوہات موجودہ کے ازالہ کی تجاویز جو پیش کی گئی ہیں۔ ان سب کا بیان بڑی صفائی کے ساتھ کیا گیا ہے۔ جس کے لئے ہم بخوشی شکریہ کا خراج محولہ بالا خلوتی جلسہ کو ادا کرتے ہیں۔ مگر ساتھ ہی ہم ان کو اس ایک ہی سوال کے جواب کی طرف بذریعہ توجہ دلاتے ہیں۔ اور اس پر کافی طور پر عملدرآمد کرنے کی سفارش کرتے ہیں۔ کہ ہندوستانی مسیحیوں اور پردیسی مشنریوں کے درمیان کیا تعلق ہے اور کیا تعلق ہونا چاہئے۔ ہماری دانست میں اسی سوال کے جواب سے اگر اس پر پورا پورا عمل کیا جائے اور ہمیشہ اس تعلق کو جانبین زیر نظر رکھیں تو اس اہم مسئلہ کا جس کو حل کرنے کی آج کوشش کی جا رہی ہے حل ہو جا سکتا ہے۔

جب ہم موجودہ حالت پر غور کرتے اور اس کا ہر پہلو سے مطالعہ کرتے ہیں تو ظاہر ہو جاتا ہے۔ کہ جو تعلق مشن اور ہندوستانی مسیحیوں کے درمیان آج نظر آ رہا ہے۔ وہ مالک اور نوکر کے سوائے کسی اور قسم کا نہیں ہے۔ جب تک کوئی ہندوستانی مسیحی مشن کا ملازم رہتا ہے تب تک اس کو تنخواہ ملتی رہتی ہے اور تب ہی تک دیگر بری بھلی امداد ہوتی رہتی ہے۔ مگر جہاں ملازمت چھوڑی یا چھوٹی تو کون اور میں کون؟ ملازمت کا ہر پہلو معرض عمل میں آتا رہتا ہے۔ سرکاری ملازمت اور مشن کی ملازمت میں مقابلہ کر کے دیکھیں تو حقیقت منکشف ہو جائیگی۔ بہ حیثیت مجموعی کل مشنوں کو دیکھو حالات کیا بتا رہے ہیں۔ اس مضمون پر زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ اور ملازمت کا سلسلہ ہی وہ خاص وجہ ہے جس کے سبب سے وہ تینوں باتیں ظہور پکڑتی ہیں جن کا ذکر اصل مضمون میں ہوا ہے۔ اور وہ باتیں پیدا نہیں ہوتیں جن کے پیدا کرنے کی آرزو اس مضمون کے تینوں شقوں میں کی جاتی ہے۔ خیر اس کو یہاں ہی چھوڑ کر ہم پھر سوال کرتے ہیں۔ کہ اچھا بعض یہ تعلق نہ سہی تو اور کونسا تعلق پردیسی مشنریوں اور ہندوستانی مسیحیوں کے درمیان ایسا ہونا چاہئے۔ جو اصلی اور مستقل اور مفید اور پسندیدہ ہو؟ اصل حقیقت اور ابتدائی مشنری برتاؤ جو آج سے پچاس ساٹھ برس پہلے ہندوستانی مسیحیوں کے ساتھ ہوا کرتا تھا جس کی بابت ہم اپنے بزرگوں اور اپنے مسیحی بھائیوں سے سنتے آئے ہیں۔ اور جیسا تعلق ہونا چاہئے وہ والدین اور بچوں کا سا ہے۔ اور اگر سچ پوچھو تو تعلق بھی یہی ہے۔ جس میں کسی قسم کی قباحت نہیں۔ دنیا کا تمام مادی سلسلہ اسی تعلق پر مبنی ہے۔ اور بخوبی چل رہا ہے۔ یہی وہ تعلق ہے جس کو فطرت کے بانی نے ابتدا سے قائم کیا ہے۔ حیوان مطلق میں اسی کی وجہ سے تمام مادی ترقیات ہوتی رہتی ہیں۔ حیوان ناطق میں بھی مادی نقطہ خیال سے اسی تعلق کا علمدرآمد ہے۔ اور جب ہم تمام انسانی تمدنی تعلقات پر عبور کرتے ہوئے مذہب پر آ جاتے ہیں اور مشنریوں اور ہندوستانی مسیحیوں کے تعلق پر وسیع اور گہری نظر ڈالتے ہیں تو بھی پدرانہ اور فرزندانہ یا والدین اور بچوں کا ہی تعلق نظر آتا ہے۔ کیونکہ انہیں کے ذریعہ سے مسیحی مذہب ہم تک پہونچا ہے۔ انہیں کے ذریعہ سے ہم نے مسیحی مذہب کی تعلیم پائی ہے۔ انہیں کے ذریعہ سے دنیاوی تعلیم ہم کو ملی ہے۔ اخلاق اور تہذیب بھی انہیں کا سکھایا ہوا ہے۔ جو کچھ ابتدا میں ہمارے بزرگوں نے پایا تھا وہ سب انہیں کا دیا ہوا تھا۔ جب تک یہ تعلق بنا رہا تھا تب تک مسیحی مذہب کو خوب فروغ تھا۔ غیر مسیحی اس تعلق اور برتاؤ کو دیکھ کر عش عش کرتے اور مسیحی مذہب کی طرف کھنچے چلے آتے تھے۔ کبھی ان کے دلوں میں ملازمت کا یا کسی اور طرح کا خیال نہ ہوا کرتا تھا۔ میل ملاپ عمدہ تھا۔ کسی قسم کی بیقراری اور بیزاری جانبین میں نظر نہ آتی تھی۔ مگر جب سے اس تعلق میں اسقام پیدا ہو گئے۔ اور اس تعلق کے بناؤ میں دن بدن کسر پڑنے لگ پڑی تب سے جانبین میں کشیدگی اور بدظنی اور منافرت نمودار ہو کر زور پکڑنے لگ پڑی ہیں۔ باہمی میل جول اور اعتبار رو بہ آزادگی اور خودمختاری اور اتحاد میں جس کی ضرورت کا احساس خلوتی جلسہ کے مضمون مذکورہ ماسبق میں کیا گیا ہے مشنریوں اور ہندوستانی مسیحیوں کے درمیان مفقود ہو گئے ہیں۔ اور اگر یہی حالت کچھ دن اور رہی تو پھر صورت حال کچھ اور ہو جائیگی۔

اگر ہم اس وقت تھوڑی دیر کے لئے والدین اور بچوں کے طبعی تعلق اور برتاؤ پر غور کریں اور پھر اس کو مشن اور ہندوستانی مسیحی کلیسیا پر تطبیق کر کے دیکھیں اور اس کے محاسن اور ضرورت پر غور کریں تو امید قوی ہے کہ فائدہ سے خالی

رہیگا۔ جب کسی کے ہاں بچہ پیدا ہوتا ہے تو اسی وقت سے اُس کی پرورش اور خبرگیری اور تربیت کی فکر ان کے دامنگیر ہو جاتی ہے۔ نہایت بےغرضانہ محبت۔ دکھوں کی برداشت۔ دوراندیشی اور فرزند کی آئندہ زندگی کی بہتری و بہبودی اور ترقی اور مقصود کو دلوں میں لئے ہوئے اُس کو پالتے اور پوستے ہیں۔ اُس کی صحت آرام اور خوشی کے ہر ممکن سامان مہیا کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑتے۔ جب بچہ بڑا ہوتا اور تعلیم اور تربیت کی عمر کو پہونچتا ہے تو اس کے لئے ماسوائے افکار اور تردداتِ مافوقہ کے نئی فکریں ان پر ہجوم کر آتی ہیں جس طرح بچہ ایک حالت سے نکلکر دوسری حالت میں قدم دھرتا ہے۔ والدین بھی اُس کے لئے ایسی نئی نئی تجاویز اور سامان پیدا اور مہیا کرنے لگتے ہیں جو اس کے عین حسب حال اور مفید ہوں۔ اور جو والدین کی گزشتہ فکروں پر مضاف ہوتی ہیں۔ بچے کے نابالغی کے زمانہ سے لیکر اُس کی بلوغت تک وہ برابر اُس کی تعلیم و تربیت کرتے کراتے۔ اُس کی نئی ضروریات بہم پہونچاتے اور اُس کی نئی حالت اور طبیعت کے مطابق نہایت عمدگی اور دوراندیشی سے اُس کے ساتھ سلوک اور برداشت کرنے میں اپنا سارا زور لگا دیتے ہیں۔ اور یوں اُس کی زندگی کی کشتی کو دنیا کے سمندر میں جو قسم قسم کے طوفانوں اور خطرات سے پر ہوتا ہے اُس کو ایک اور منزل تک صحیح و سلامت پہونچا دیتے ہیں۔ اُس کے اس مرحلہ کو طے کرانے کے لئے جو فکریں اور دکھ انہیں برداشت کرنا پڑتی اور جس قدر روپیہ اور محنت خرچ کرنا پڑتی ہے اور جانفشانی سے کام لینا پڑتا ہے اُس سب کو وہی جانتے ہیں۔ جب یہ لڑکا تعلیم و تربیت کی منزل سے نکلتا ہے تو تیسری منزل پر پہونچتا ہے۔ اس منزل میں پہونچکر وہ بیاہ شادی کرتا ہے۔ والدین سے الگ ہو جاتا ہے۔ اُن سے حصہ پاتا ہے۔ اُن سے آزاد ہو جاتا ہے۔ خود ہر کام کا ذمہ وار بنجاتا ہے۔ والدین اُس سے بری الذمہ ہو جاتے ہیں یا دوسرے الفاظ میں یوں کہو کہ وہ تب سلف سپورٹ ہو جاتا ہے۔ مگر اس صورت میں بھی نوجوان لڑکے اور اُس کے والدین کے درمیان باہمی سمجھوتہ اور میل جول اور باہمی اتحاد بنا رہتا ہے۔ ایک دوسرے کی صلاح اور مشورہ سے اپنا کام کرتا رہتا ہے۔ لیکن یہ لازمی نہیں ہوتا کہ وہ محض والدین ہی کے صلاح مشورہ سے ضرور ہی کام کرے۔ کیونکہ وہ آزاد اور ذمہ وار خود ہوتا ہے۔ جب والدین گذر جاتے ہیں تو وہ اُن کی تمام جائداد منقولہ اور غیر منقولہ کا وارث اور مالک بنجاتا ہے اسی طرح والدین اپنے تمام بچوں کے ساتھ سلوک کرتے اور بچوں کا بھی وہی تعلق اور برتاؤ ہمیشہ بنا رہتا ہے۔ اور یوں قوم بنتی اور بڑھتی اور پھولتی پھلتی ہے۔ یہ والدین اور بچوں کا اعلیٰ معراج یا تصور ہے۔ یا ہائیسٹ آئیڈیل ہے۔

آؤ اب ہم اس بیان کو مشن اور ہندوستانی مسیحی کلیسیا پر منطبق کریں اور دیکھیں کہ حقیقت اور امر بالمعروف کیا ہے۔ کیا مشن آج ہندوستانی مسیحیوں کے ساتھ مسلسل طور پر ایسا ہی برتاؤ کرتی ہے؟ کیا ہندوستانی مسیحیوں کا مشن کے ساتھ ایسا ہی طرزِ عمل ہے؟ کیا مشن کے ملازموں کے سوا دوسرے ہندوستانیوں کی ویسی ہی پرورش اور خبرگیری اور تربیت کیجاتی ہے جیسی کہ والدین اپنے چھوٹے بچوں کی کیا کرتے ہیں؟ روزمرہ کا تجربہ اور مشاہدہ اس سوال کا جواب نفی میں دیتا ہے۔ حتی کہ مشن کے ملازموں کے ساتھ بھی عموماً ویسا ہی برتاؤ ہوتا ہے۔ جیسا دوسرے ہندوستانی مسیحیوں اور اُن کے بچوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ مشنریوں اور ہندوستانی مسیحیوں کے درمیان ابھی میل جول اور سمجھوتہ۔ منصبی اور یگانہ داری کا تعلق اور ایسا اتحاد پایا نہیں جاتا جو ہندوستانیوں اور مسیحیوں کو باہم متحد کر دے۔ اگر کوئی اُن کے درمیان ان امور ضروریہ کے وجدان کا قایل ہو تو ان کے فقدان کی وجہ شکایت کیوں؟ بس یہی وجہ ہے کہ یہ یقین پھیلتا جا رہا ہے کہ ہندوستانی مسیحیوں کو کلیسیا اور مشنوں میں کوئی وسعت۔ رسوخ۔ اور ذمہ واری نہیں دیجاتی ہے اور کہ مشنری لوگ اس کام کو اپنے ہی اختیار میں رکھتے ہیں۔ جو ہندوستانی کلیسیا کے زیر اختیار ہونا چاہیئے تھا۔ نیز بعضوں میں یہ خیال کرنے اور کہنے کا میلان پایا جاتا ہے۔ کہ مشنری تحدیات کیسی ہی کیوں نہ ہوں وہ اپنے آپ کو افضل ہستی سمجھتا ہے۔ بعض لوگ یہاں تک کہتے ہیں کہ ہندوستانی کلیسیا صرف اسی وقت مضبوط ہو سکتی ہے۔ جب بدیسی لوگ اُسے چھوڑ دینگے"

بیت اللحم یا ہمارے منجی کا مولد۔

فلسطین میں یروشلیم کے بعد شہر بیت اللحم کا درجہ ہے۔ اور مسیحی سیاح کے لئے ایک نہایت ہی دلکش اور مسرت بخش قابل دید مقام ہے۔ اس چھوٹے سے شہر میں قریب آٹھ ہزار آدمیوں کی آبادی ہے۔ یا قبل از جنگ یہ آبادی تھی۔ جو قریباً سب کے سب یونانی اور لاطینی کلیسیاؤں کے مسیحی ہیں۔ اس شہر کے مکانات عمدہ ہیں۔ مگر گلی کوچے تنگ اور میلے کچیلے اور پتھریلے اور اونچے نیچے ہیں۔ باشندے سرخ رنگ کے ہیں۔ مرد بڑے تنومند اور زور آور ہیں اور بچے اور مستورات خوبصورت ہیں۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں داؤد بادشاہ بادشاہ ہونے سے پہلے اُس کے کوچوں میں لڑکپن کی حالت میں خراماں دار

پھرا کرتا تھا۔ اور اس کے مضافات میں کوہستانی چراگاہوں میں اپنے والد کی بھیڑیں چرایا کرتا تھا جس کی بابت میکاہ نبی نے مدت پیشتر پیشینگوئی کی تھی۔ کہ "اے بیت اللحم یہوداہ کے علاقے تو یہوداہ کے حاکموں میں ہرگز سب سے چھوٹا نہیں۔ کیونکہ تجھ میں سے ایک سردار نکلیگا۔ جو میری امت اسرائیل کی گلہ بانی کریگا۔" (میکاہ ۵:۲ - متی ۲:۶)

مسیح کی پیدائش کے گرجہ کی تاریخ

جس کو انگریزی میں۔ دی چرچ آف دی نیٹیوٹی کہتے ہیں بیت اللحم کی سب سے زیادہ اعلےٰ اور مقدس اور دلربا زیارتگاہ ہے۔ یہ بہت سی عمارتوں کا ایک مجموعہ ہے جس میں یونانی لاطینی اور ارمنی خانقاہیں مشتمل ہیں۔ اور وہ اس مرکزی عمارت کے گرداگرد ہیں جو اصل عمارت اس گرجے کی ہے۔ اور جو ان تینوں کلیساؤں کی مشترکہ عمارت ہے۔ کہتے ہیں کہ اس عمارت کا قدیم ترین حصہ شہنشاہ قسطنطین کے حکم سے ۳۳۰ء میں بنایا گیا تھا۔ اور تمام دنیا میں سب سے پرانا گرجہ یہی قرار دیا جاتا ہے۔ یہ عمارت نہایت ہی پرانے مسیحی طرز کی ہے مگر ہے نہایت ہی سادہ قسم کی۔ اس کی بہت دفعہ مرمت اور تعمیر ہو چکی ہے۔ اس عمارت کی بابت نہایت قدیم بیانات اور وسطی زمانہ کے تمام زائرین کے بیانوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اس عمارت میں کبھی بھی کوئی بھاری تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ اسی مقام پر ۱۱۰۱ء کے بڑے دن پر شاہ بالڈوین کی تاجپوشی ہوئی تھی۔ پھر اسی صدی میں بائزنٹینی ناظم مینوئل کامنیس نے بڑی لاگت سے اس کی دیواروں پر خوبصورت طلائی پچیکاری کروائی تھی۔ جن کے آثار ابھی تک نمایاں ہیں ۱۴۸۲ء میں شاہ انگلستان ایڈورڈ چہارم نے اس کی چھت کی جو گر پڑی تھی مرمت کروائی تھی۔ اور اس کام کے لئے بڑی مقدار سیسہ کی مرحمت کی تھی۔ ایسا ہی برگنڈی کے فلپ نے چھت کے لئے شہتیر دیئے تھے۔ لکڑی کا کام وینس کے مشہور و معروف کاریگروں نے بنایا تھا۔ سترھویں صدی کے اختتام کے قریب ترکوں نے بندوق کی گولیاں بنانے کے لئے اس کی چھت کا سارا سیسہ اتار لیا تھا۔ بہت برسوں تک یونانیوں کا اس پر قبضہ رہا مگر ۱۸۵۲ء میں نپولین سوم کی وساطت سے لاطینی اس گرجے پر قابض ہو گئے۔

اس گرجے کی ہیت کذائی

ایک انگریزی اخبار میں اس گرجے کی اندرونی حالت اس طرح پر بیان ہوئی ہے اس عمارت کے نیچے تہ خانہ میں مسیح کی پیدائش کے قابل احترام اور مرکزی گرجے کی عمارت ہے۔ اس تہ خانہ میں پندرہ سنگی سیڑھیوں سے اتر کر نیچے کو جاتے ہیں جو ایک قسم کی غار کے مشابہ ہے۔ یہ مقام ایک کمرہ ہے مستطیل کی شکل کا۔ جس کا طول ۴۰ فیٹ عرض بارہ فیٹ اور ارتفاع ۱۰ فیٹ ہے اور اس میں ۳۲ لیمپ رات دن روشن رہتے ہیں۔ فرش اس کمرہ کا سنگ مرمر سے بنا ہوا ہے۔ اور دیواروں پر بھی ان کے تمام عرض و طول میں سنگ مرمر کی تختیاں جڑی ہوئی ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کام میں بڑی محنت اور روپیہ صرف ہوا ہے۔ اس چیپل کے مشرقی سرے پر دیوار کے اندر حجرہ سا بنا ہوا ہے۔ اور اس میں ایک قربانگاہ بنی ہوئی ہے اور اس قربانگاہ کے نیچے فرش میں ایک بڑا سا نہایت ہی چمکدار چاندی کا ستارہ گڑا ہوا ہے۔ اور اس ستارہ کے گرداگرد یہ عبارت کندہ ہے۔ لاطینی زبان میں جس کا ترجمہ ہے "یہاں یسوع مسیح کنواری مریم سے پیدا ہوا تھا"۔ اس ستارہ کے عین اوپر پندرہ لیمپ لٹک رہے ہیں جو دن رات برابر جلتے رہتے ہیں۔ ان میں سے چھ لیمپ یونانیوں سے۔ پانچ ارمنیوں سے اور چار لاطینیوں سے متعلق ہیں۔ یہ طاق یا حجرہ پچیکاری کے کام سے خوب آراستہ اور سجا ہوا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ یہ سب گلکاریاں قسطنطین کے زمانہ کی ہوئی ہیں بعد کے زمانہ میں مسلمان اس کا بڑا احترام کرتے رہے ہیں۔ اس تہ خانہ کے محراب میں اس نقرئی ستارہ کے عین اوپر کو ایک اور ستارہ سنگ مرمر کا ہے اور کہتے ہیں کہ یہ ستارہ آسمان کے اس مقام کے عین نیچے بنا ہوا ہے جہاں وہ ستارہ آ کر ٹھہر گیا تھا جس نے ہمارے منجی کی جائے ولادت کا پتہ دینے کے لئے مجوسیوں کی رہنمائی کی تھی۔ اس حجرے کے عین مقابل میں تین سیڑھیاں ہیں جن سے اتر کر چیپل آف دی مانجر یا چرنی کے گرجے تک جا پہنچتے ہیں۔ یہاں ہی وہ چرنی ہے جس میں روایت کے مطابق مسیح کی ولادت بعد مریم نے اس کو کپڑے میں لپیٹ کر رکھا تھا۔

بوعز کا کھیت

بیت اللحم کے نزدیک ہی وہ کھیت ہیں جو بوعز کے کھیت کہلاتے ہیں۔ جہاں روت فصل کاٹنے والوں کے پیچھے پیچھے سلا چنتی تھی۔ اور ہمیں تین ہزار برس کی قدیم تاریخ کا نظارہ دیتے ہیں۔ انہیں کھیتوں اور ان سے پرے کی پہاڑیوں پر داؤد نبی اور بادشاہ جبکہ ابھی لڑکا ہی تھا اپنے والدین کی بھیڑیں چرایا کرتا اور دھوپ کے وقت درخت کے نیچے کھڑا ہو کر بربط بجایا کرتا اور مزمور گایا کرتا تھا۔ یہ کھیت یہودیہ کے تمام کوہستانی علاقہ کے نہایت خوبصورت نظاروں میں سے ایک نظارہ

ہے۔ جب تک آفتاب باقی اور مہتاب قایم رہیگا جب تک یہاں کے کھیت، پہاڑیاں اور چٹان۔ مقدس تاریخی بیانوں کا نقشہ ہمارے سامنے پیش کرتے اور ہمارے مذہبی جذبات کو جنبش دیتے رہیں گے۔ یروشلم کے کھیتوں کے قریب ہی وہ وادی کہ بتایا جاتا ہے جہاں اُس عظیم الشان اور ناقابل تعظیم لیلۃ الکبریٰ میں چرواہے باری باری اپنے گلوں کی نگہبانی کرتے تھے اور جبکہ یہودیہ کا وہ کرہ ہوائیہ آسمانی فرشتوں کے پرجلال لشکر کے اور صدائے نغمات ان معمور ترانوں سے گونج رہا تھا کہ "عالم بالا پر خدا کی تمجید ہو۔ اور زمین پر ان آدمیوں میں جن سے وہ راضی ہو صلح"۔

لودیانہ پریسبٹیرین چرچ میں ۴ اگست کا دن

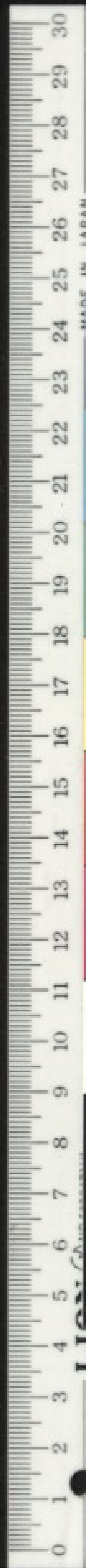
اتوار کے روز ۴ اگست شام کی عبادت خاص طور پر جنگ یورپ کی چوتھی سالگرہ کے ساتھ مخصوص تھی۔ عبادت کنندگان کی تعداد خاصی تھی۔ خدا کی تعریف و شکرگزاری میں گیت گائے گئے حسب موقع کلام الٰہی میں سے خاص مقامات پڑھے گئے۔ شہنشاہ ہند و ملکہ معظم اور اتحادیوں کی فتح و نصرت کے لئے سرگرمی سے دعائیں کی گئیں۔ خدا کے حضور اپنے گناہوں اور نالائقیوں کا اقرار کیا گیا جن کی وجہ سے یہ عالمگیر جنگ معرض وقوع میں آیا۔ جرمن کے لئے بھی خدا سے دعا کی گئی کہ خدا اس کو ہدایت دے تاکہ وہ اپنی اس نامناسب رفتار سے باز آئے خدا کے حضور نیچا ہو۔ صلح اور جنگ کے بہت جلد ختم ہونے کے لئے خدا سے درخواست کی گئی۔ شاہی خاندان کی درازی عمر اور اقبالمندی کے لئے دعا کی گئی۔ آخر میں ۷۲ واں زبور ساری جماعت نے کھڑے ہو کر پڑھا اور پاسٹر صاحب کے اختتامی برکات کے کلمے سے عبادت ختم ہوئی۔ ہمیں توقع ہے کہ خدا ہماری دعاؤں کا بہت جلد جواب عنایت

فرانیگا +

یورپی جنگ کا پانچواں سال

اس عالمگیر اور خوفناک اور مہلک جنگ کو ۴ اگست پر چار سال پورے ہو چکے جبکہ ہمارے شہنشاہ اس جنگ میں شریک ہوئے تھے۔ تاکہ تہذیب راستی اور آزادگی کو بحال اور قائم کرنے کے لئے جنگ کریں۔ جن مصائب اور صعوبتوں کا سامنا تمام دنیا کو بالعموم اور ہماری گورنمنٹ نے جس نے بیکسوں کی پشتی پر تلوار اُٹھائی بالخصوص کرنا پڑا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ لیکن شکر ہے اس بادشاہوں کے بادشاہ اور شہنشاہوں کے شہنشاہ کا جس نے برٹش گورنمنٹ اور اس کے اتحادیوں کو تہذیب۔ راستی اور آزادگی کی حمایت میں پورا پورا استقلال اور شجاعت اور سامان بہم پہنچا کر مظفر و منصور اس تاریخ تک پہنچایا اور پانچویں سال کے شروع اور چوتھے سال کے اختتام پر بعض بہار اور وسیع کامیابیاں عنایت فرما کر اتحادیوں کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔ جس کے لئے ہمیں اُس جل و علا کا شکریہ ادا کرنا اور نہایت دلی عاجزی اور فروتنی سے اس کے مطیع اور فرمانبردار ہو کر اس کی عزت عظمت اور قدرتوں کا بیان کرتے رہنا چاہیے۔

۴ اگست سنہ رواں سے ہم جنگ کے پانچویں سال میں قدم رکھتے ہیں جو اپنے ماسبق برسوں سے متفرق ہے۔ جنگ کے پہلے سال میں ہم پیچھے اور جرمن عین عالم شباب میں تھا۔ باوجود اس کے ہمارا اس کے ساتھ اگرچہ خاطرخواہ نہیں تو بھی اچھا مقابلہ ہوتا رہا اگرچہ ہمیں اس وقت بہت سے مال و جان کا نقصان اٹھانا پڑا تو بھی اس کے مقابلہ پر ڈٹے رہے اور اسی اثنا میں پرورش اور طاقت کے سامان برابر بہم پہنچتے رہے۔ اگرچہ ان برسوں میں حالات ایسے تھے جن سے حوصلہ پست ہو جانے کا اندیشہ تھا۔ تو بھی ہمارے اتحادیوں نے پورے اتحاد اور استقلال سے کام لیتے ہوئے صبر کے ساتھ خدا پر بھروسہ رکھتے ہوئے اپنے قدم جمائے۔ لیکن اب ہم عین عالم شباب میں ہیں۔ جنگ کے تمام تجربوں نے عزم بالجزم کی روح ہم میں پھونک دی اور گذشتہ چار برسوں کی آگ کی بھٹی میں تایا ہوا استقلال اور عزم بالجزم ٹھوس اور مضبوط رشتہ بن گیا۔ یہ مضبوط رشتہ نہ صرف اُس مادہ ہی سے بنا ہوا ہے جس میں شکست کے خیال کے ذرہ کی بھی موجودگی نہیں ہے بلکہ اس علم کے اجزا سے مرکب ہے کہ فتح یقینی ہے۔ اور اس مضبوط رشتہ پر حقائق اور حالات حاضرہ کے سیمنٹ نے اور زیادہ پختہ کر دی ہے۔ اور یہ یقین کہ اتحادی بالضرور فتح پائیں گے۔ جنگ کی بابت ہر ایک بات سے جو ہمیں معلوم ہے پورا تصدیق پاتا ہے۔ سنہ ۱۹۱۷ء کے ابتدا میں کہا جاتا تھا کہ یہ فتح کا سال ہے۔ مگر کی تجویز جو تمام اتحادی طاقتوں کے فوجی نمائندگان نے قائم کی تھی جو سر ڈگلس ہیگ کے الفاظ میں یہ ہے کہ تمام محاذات پر جارحانہ حملات کے جاویں اور جو ایسے باموقعہ ہیں کہ ان تمام حملوں میں سے ہر ایک کو مدد پہنچے تاکہ دشمن کی وہ طاقت زائل ہو جائے اور کہ وہ ایسا کمزور ہو جائے کہ وہ اپنے ایک محاذ سے دوسرے محاذ کو امداد نہ دے سکے۔ اس تجویز سے جو نتیجہ پیدا ہوا سو یہ ہے کہ بلجیم اور فرانس کے تمام محاذ جرمن کا برٹش اور فرنچ فوجوں کے ہاتھ سے سخت نقصان ہوا۔ اطالوی محاذ پر آسٹروی فوجیں اطالویوں کے ذریعہ سے سخت نقصانات برداشت کر کے پیچھے ہٹ گئیں۔ اور اطالوی فوجیں آسٹریوں کے ایک نہایت ہی مضبوط شہر اور جنگ گاہ کے مقابل میں جم گئیں۔ فرانس اور اٹلی ہر دو ممالک میں اتحادیوں کو دشمن پر پورا تفوق حاصل ہو گیا اور دشمن کی شکست میں کوئی



تک دشمن باقی نہیں رہا۔ میسوپوٹامیہ میں بغداد کی فتح سے ملک میں پر امن تسلط ہو گیا فلسطین میں یروشلیم کی فتح سے اتحادیوں کا سکہ خوب جم گیا۔ مشرقی افریقہ سے دشمن نکال دیا گیا۔ اور اب فرانس میں سے بھی دشمن پیچھے کو ہٹتا جا رہا ہے۔ اور امید کی جاتی ہے کہ وہ دن بہت دور نہیں کہ جب اتحادی پوری فتح پا کر راستی، تہذیب اور آزادی کو قائم کر دینگے۔

خون اور خزانہ } برطانوی فوج کی فتوحات۔ (گذشتہ سے پیوستہ)

ماہ نومبر ۱۹۱۷ء کے آخر تک برطانوی افواج نے ۲۷۰۰۰ قیدی گرفتار کئے تھے۔ اور ۹۰۰ سے زیادہ توپیں چھین لیں۔ ۱۲۸۰۰۰ مربع میل دشمن کے علاقہ کا فتح کر لیا۔ اور ۲۰ ہزار مربع میل مصر کا علاقہ واپس لے لیا۔ اور فرانسیسیوں کے ساتھ مل کر فرانس میں ۱۴۰۰ مربع میل علاقہ پر دوبارہ قبضہ کر لیا گیا۔

ہوائی خدمات۔ شاہی محکمہ ہوا بازی کے متعلق خدمات کی تفصیل یہ ہے۔ ۱۹۱۴ء میں عملہ کی تعداد ۸۰۰ ہوائی جہازوں کی تعداد ۶۴۔ مگر ۱۹۱۸ء میں عملہ کی تعداد ۲۰۰۰۴۲ اور ہوائی جہازوں کی تعداد کئی ہزار تک پہنچ گئی ہے۔ شاہی بادبردار جہاز اور جنگی ۱۹۱۴ء میں عملہ ۱۰۰ ہوائی جہاز ۶۶ مگر ۱۹۱۸ء میں عملہ لاکھوں کی تعداد میں اور ہوائی جہاز کئی ہزار۔ ۱۹۱۸ء کے پہلے ۹ ماہ میں برطانوی ہوائی جہازوں نے دشمن کے ۸۷۶ ہوائی جہاز نیچے گرا لئے اور ۵۹۷ ہوائی جہازوں کو بے قابو حالت میں نیچے بھگا دیئے۔

طبی خدمات۔ رائل آرمی میڈیکل کور (یعنی شاہی فوجی طبی محکمہ) میں ۱۹۱۴ء میں ۳۱۲۸ افسر اور ۱۹۳۰۳ دیگر آدمی تھے۔ مگر ۱۹۱۸ء میں ۱۴۰۰۰ افسر اور ۱۲۵۰۰۰ دیگر متعلقہ اشخاص تھے۔

کوئین الگزینڈرا کی امپیریل نرسنگ سروس میں ۱۹۱۴ء میں ۴۶۳ نرسیں تھیں۔ لیکن ۱۹۱۸ء میں ۱۱۷۷۰ نرسیں تھیں۔ ان کے علاوہ ہزاروں باقاعدہ بے غرض و رضاکار مددگار بھی شامل خدمت ہیں۔ جو برطانیہ کلاں میں ایمبولنس اور نرسنگ کا کام کرتے ہیں۔ مثلاً ٹیریٹوریل آرمی نرسنگ سروس میں ۱۹۱۴ء میں ۳۰۰۰ مگر ۱۹۱۸ء میں ۵۰۰۰ نرسیں تھیں۔ میڈیکل سروسز (طبی خدمات) کے نہایت مفید ہونے کا ثبوت اس امر سے مل سکتا ہے کہ جنگ کے پہلے تین برسوں میں فرانس میں برطانوی بڑی فوج کے صرف تین ہزار آدمی بیماری سے فوت ہو گئے۔ اس کے مقابل میں جنوبی افریقہ کی جنگ (۱۸۹۹ء سے ۱۹۰۲ء) میں بیماری سے ۵۰ ہزار آدمی فوت ہوئے تھے۔

سامان جنگ۔ سنہ ۱۹۱۵ء میں جرمن ۲½ لاکھ گولے روزانہ تیار کیا کرتے تھے جو زیادہ تر بھک سے پھٹنے والے ہوتے تھے۔ اور برٹش دو ہزار پانسو بھک سے پھٹنے والے اور ۱۳ ہزار شرپنل گولے تیار کرتے تھے۔ ۱۹۱۵ء میں وزارت سامان محاربہ قائم ہوئی تھی۔ اگر اس وقت بلحاظ وزن سامان جنگ کی تیاری کی تعداد ۱۰۰ فرض کر لی جائے تو مختلف عرصوں میں اُس کی تعداد حسب ذیل تھی اگست ۱۹۱۴ء میں ۱۲ دسمبر ۱۹۱۴ء میں ۱۶ جون ۱۹۱۵ء میں ۱۰۰ دسمبر ۱۹۱۵ء میں ۲۰۰ جون ۱۹۱۶ء ۹۲۰ دسمبر ۱۹۱۶ء میں ۱۵۴۰ جون ۱۹۱۷ء میں ۲۸۰۰۔ سلطنت متحدہ میں فولاد کی فراہمی ۱۹۱۴ء میں ۷۰ لاکھ ٹن ۱۹۱۷ء میں ایک کروڑ ٹن ۱۹۱۸ء میں (تخمیناً) ایک کروڑ ۲۰ لاکھ ٹن تھی۔ فولاد کی اس مقدار میں سے ۴۴ فیصدی گولوں کی تیاری کے لئے مخصوص تھی۔ ۱۲ فیصدی محکمہ ہوا بازی کے متعلق خرچ ہو رہا، سامان جنگ کی تیاری (مقابلتاً) ہلکی توپوں کے لئے جنگ کے پہلے سال میں ۱۰ دوسرے میں ۵ تیسرے سال میں ۱۹۔ درمیانہ توپوں کے لئے پہلے سال میں ۱ دوسرے سال میں ۵ تیسرے سال میں ۵۰ بھاری توپوں کے لئے پہلے سال میں ۱ دوسرے سال میں ۹ تیسرے سال میں ۷۰ بہت ہی بھاری توپوں کے لئے پہلے سال میں ۱ دوسرے میں ۱۲ تیسرے میں ۲۳۰۔ توپوں کی تیاری۔ پہلے سال میں بھاری توپیں اور ہاوٹزر ۱ دوسرے میں ۵ تیسرے میں ۲۷ بہت بھاری توپیں اور ہاوٹزر پہلے سال میں ۱ دوسرے سال میں ۵ تیسرے میں ۳۲۔ جنگ کے پہلے دس ماہ میں سامان جنگ کی تیاری میں اوسط ہفتہ وار خرچ کی بہ نسبت اس وقت ہفتہ واری خرچ ۵۶ گنا زیادہ ہے۔ نیو شیپل کے گرد و نواح میں صرف دو ہفتہ کی لڑائی میں توپخانہ نے اس قدر گولے چلائے جس قدر کہ جنوبی افریقہ کی تمام جنگ میں خرچ ہوئے تھے کلاں توپوں کی پیداوار میں ۳۹ گنا زیادتی ہوئی۔ ریلوے کے متعلق ۲۰ ہزار میل ریلوے لائن ایک ہزار لوکوموٹیو اور کئی لاکھ گاڑیاں جہازوں کے ذریعے سے باہر بھیجے گئے۔ وزارت سامان جنگ ہفتہ وار ۵ کروڑ اشیا تیار کرتی ہے اور ۶۰ ہزار پارسل باہر بھیجتی ہے۔ مزدوروں کے متعلق یہ امور بتائے جاتے ہیں کہ اکتوبر ۱۹۱۷ء میں قریباً ۲۰ لاکھ آدمی اور قریباً ۷ لاکھ عورتیں اسلحہ سازی کے کارخانوں میں کام کرتی تھیں۔ ماہ جولائی ۱۹۱۴ء میں تمام قسم کے سرکاری کاموں میں ملازم عورتوں کی تعداد ۱۰۶۵۰۰۰ تھی۔ بورڈ آف ٹریڈ کے جنرل لیبر گزٹ مورخہ ۱۶ نومبر ۱۹۱۷ء کے مطابق اس تاریخ سے پہلے یہ تعداد ۳۳۰۲۰۰۰ تک پہنچ گئی تھی۔ عورتیں گولوں، فلیتوں، ہوائی لڑائی کے متعلق سامان بنانے کے کارخانوں میں ۶۰ یا ۷۰ فیصدی کام کرتی ہیں۔ اور انہوں نے رائیل فلائنگ کور کو ۱۴۵۰ کاریگر بہم پہنچائے ہیں۔

علاقہ عمارہ میں کلیسیائی انتظام

مسٹر جولین ڈی لائیل آئی-ایس ڈبیو عمارہ سے لکھتے ہیں۔ کہ علاقہ عمارہ میں ہندوستانی مسیحی خصوصاً اردو دان ہندوستانی مسیحیوں کے لئے ایک عرصہ تک وائی ایم۔سی۔اے کے ہیڈکوارٹر میں ہر اتوار اور خاص خاص تیوہاروں پر عبادت کا انتظام ہوا کرتا تھا۔ بعد ازاں سی۔ایم۔ایس مشن کے پادری جوزف بہاری لعل صاحب کی کوششوں سے عمارہ ملٹری چیپل (فوجی گرجا) میں ہندوستانی مسیحیوں کی عبادت کا خاطر خواہ انتظام کیا گیا۔ جس میں مختلف مقامات سے لوگ عبادت کے لئے آتے رہے۔ لیکن بعد ازاں خاص وجہ سے لوگوں کی آمد ورفت میں روک پیدا ہو گئی۔ علاوہ بریں پادری صاحب موصوف وائی ایم سی اے کی خدمات میں ایسے مشغول اور معروف تھے۔ اور چونکہ پرنسپل چاپلین۔ بغداد کیجانب سے اکٹنگ چاپلین کے عہدہ پر سرفراز کر دیئے گئے تھے۔ اس لئے وہ دونوں کام خاطر خواہ طور پر انجام نہ دے سکے۔ تاہم لوگوں کی آمد ورفت کی روکاوٹوں کو رفع کرنے کے لئے آپ نے ایک ایسا مقام تجویز کر دیا جہاں لوگ آسانی سے جمع ہو کر عبادت کر سکیں۔ اس تھوڑے ہی عرصہ میں آپ نے چند لوگوں کو بپتسمہ اور مستقیم ہونے کے لئے تیار کر دیا۔ جن میں سے دو شخصوں نے بپتسمہ پایا۔ اور چند ایسے ہیں جو بہت جلد بپتسمہ پائیں گے۔ ہمیں افسوس ہے کہ پادری صاحب ممدوح کا تبادلہ اب بغداد کو ہو گیا ہے۔ اور وہ آجکل ہی وہاں کو تشریف لیجانے والے ہیں۔ نہ معلوم کہ ان کی غیر حاضری میں جاری عبادت کا کیا انتظام ہو۔ پادری مکرجی صاحب مہینے میں صرف ایک ہی مرتبہ عشاء ربانی دینے کے لئے تشریف لایا کرتے ہیں۔ لیکن جو ضرورت جماعت کو پاسٹر کی محسوس ہو رہی ہے وہ اس سرسری ملاقات سے رفع نہیں ہو سکتی۔ اس لئے ناظرین سے التجا ہے کہ وہ کھیت کے مالک سے دعا کریں کہ عمارہ کے علاقہ کے لئے آپ نوکروں میں سے کسی کو انتخاب کر کے یہاں بھیجے نیز پادری صاحب بزرگوار بھی اپنی دعاؤں میں یاد کرتے رہیں تاکہ وہ اپنے کام پر اپنی برکت بخشے اور جہاں کہیں وہ جائیں اپنی خدمت کو خدا کے جلال کے لئے انجام دیتے رہیں۔

دوسرے قرضہ جنگ میں ایک ہندوستانی مسیحی لیڈی کی شراکت

یہ خبر بڑی دلچسپی سے پڑھی جائے گی کہ یکم ماہ اگست ۱۹۱۸ء کو بپٹسٹ مشن دہلی کی ایک مشہور و معروف تجربہ کار لیڈی ڈاکٹر مسز اے ڈیوڈ صاحبہ دوسرے قرضہ جنگ میں مبلغ ۲۵ ہزار روپیہ نقد معرفت بنک آف بنگال دہلی دیا ہے۔ علاوہ ازیں وعدہ کیا ہے کہ اپنی جائیداد میں سے صرف ان دو کوٹھیوں کا جو گورنمنٹ کے پاس کرایہ پر دی ہوئی ہیں۔ ہر ماہ کا کرایہ جو مبلغ ۲۷۵ روپیہ ہوتے ہیں اور اس میں ۲۵ روپیہ ملا کر کل مبلغ ۳۰۰ روپیہ ماہوار دو سال تک اسی قرضہ جنگ میں اسی ماہ سے دیا کریں گی۔

ہندوستانی مسیحیوں کے لئے یہ نمونہ نہایت ہی قابل تعریف و تقلید ہے۔

اخبار نویسوں کا وفد انگلستان کو۔

پیسہ اخبار لاہور مخبر ہے کہ وزارت معلومات کی دعوت پر ہندوستان سے پانچ ایڈیٹران انگلستان تشریف لے جا رہے ہیں۔ یہ لوگ چار ہفتہ تک انگلستان اور مغربی محاذ کا دورہ کرینگے۔ گورنمنٹ آف انڈیا نے حسب ذیل ایڈیٹروں کی فوری روانگی کا انتظام کیا ہے۔ یعنی مسٹر جے۔ اے سینڈبرک ایڈیٹر انگلشمین کلکتہ۔ مسٹر جیندرا پرشاد گھوش ایڈیٹر بسومتی کلکتہ۔ مسٹر کستوری رنگا آئنگر ایڈیٹر اخبار ہندو مدراس۔ مسٹر گوپال کرشن دیودھر ایڈیٹر دنیان پرکاش پونہ۔ اور مسٹر محبوب عالم صاحب ایڈیٹر پیسہ اخبار لاہور۔

لندن میں تعمیرات عمارات کی تجویز

لندن کی رائیل سوسائٹی آف آرٹس کے جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے لارڈ لیوے ہیولم نے کہا کہ شہر لندن کے رقبہ میں ۷۵۰۰۰ ایکڑ زمین ہے۔ مدعا یہ تھا کہ ایک ایکڑ زمین پر دس سے زیادہ گھر نہ بنائے جائیں۔ اور ۱۰۰۰۰ ایکڑ زمین پر باغیچے وغیرہ بنائے جائیں۔ باقی ماندہ زمین پر اگر ایسے گھر بنائے جائیں جن میں اوسطاً ۵ آدمیوں کی رہائش ہو تو وہاں ۱۷۵۰۰۰۰ آدمیوں کی آبادی ہو سکتی ہے۔ اسی طرح سڑکوں والا ایک خوبصورت شہر بنجائے۔ اگر سر کرسٹوفر ورن کے نقشہ پر عملدرآمد ہوتا تو نہ صرف ایک خوبصورت نیا لندن ہی بنجاتا بلکہ ہر سال لاکھوں پونڈ کی بچت ہوتی۔

ہفتہ مختتمہ ۲۷ جولائی میں سادرن پنجاب ریلوے لائن پر ۲۴۹۴۰۰ روپیہ کی آمدنی ہوئی۔

چیف کورٹ پنجاب میں ۱۰ اگست سے لیکر ۱۰ اکتوبر تک کی تعطیلات ہو گئی ہیں۔ مگر محرم کے سبب سے ۱۴ اکتوبر تک رخصت رہیگی۔

خط وکتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے

(ایڈیٹر نامہ نگاروں کی رایوں کا ذمہ وار نہیں)

جنگ عظیم

سے دین اور دنیا کے فوائد۔

(۱)

ہم بھی ہیں پانچوں سواروں میں ؎ پچیس برس سے کچھ زیادہ گذرے ہونگے۔ میں ابھی بچہ ہی تھا کہ اپنے گھر میں تیر۔ کمان۔ نیزے کے بجائے تلوار کے دستے اور چھوٹے موٹے ہتھیار چھپے چھپائے دیکھا کرتا تھا۔ انگریزی راج کا آغاز ہی تھا۔ اسلحہ رکھنے کی ممانعت تھی۔ سکھوں کے وقت کے پرانے ہتھیار کہیں کہیں چھپے چھپائے ملجاتے تھے۔ ہتھیار رکھنا جرم ہوگیا تھا۔ میرے والد جب کبھی کوئی میرے ہاتھ میں تیر دیکھتے تو سخت ناراض ہوتے چھین کر چولہے میں ڈالدیتے۔ پھر گھر میں تلاش کر کے ضائع کر دیتے اُس زمانہ کے لوگ جنہوں نے سکھا شاہی کا مزا اُٹھایا ہوا تھا۔ دلیر تھے۔ ہتھیار سے خوف نہیں کھاتے تھے۔ مگر ہماری حالت ایسی بُری ہو گئی ہے۔ کہ ہتھیار کے نام سے خوف آنے لگ گیا ہے۔ ایک زندہ مثال لیجئے۔ بٹالہ بیرنگ ہائی سکول میں بزرگوار منشی نہالچند صاحب ہوس ماسٹر ہیں۔ جو ہمارے بچوں کے گویا باپ ہیں۔ وہ جینٹی کونورٹ ہیں۔ بڑے بزرگ ہیں۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ سکول ہال میں پرنسپل کی بندوق پڑی تھی۔ ایک لڑکا اُس کو چھو کر دیکھنے لگا۔ منشی جی کی نظر اس پر جا پڑی فوراً چلا اُٹھے ارے بچہ ارے بچہ کیا کرتا ہے لڑکا بولا کچھ نہیں منشی جی بندوق دیکھتا ہوں

منشی جی ۔ خبردار بچہ یہ خوفناک چیز ہے اس سے ڈرنا چاہیے۔

لڑکا ۔ منشی جی یہ تو خالی ہے۔

منشی جی ۔ تو بھی ڈرنا چاہیے۔

آپ دیکھتے ہیں کہ ہماری حالت کہاں تک پہنچ گئی ہے۔ خالی بندوق بھی ہمارے واسطے ہیبت کے گرزے سے کم نہیں۔

لیکن اب اس جنگ عظیم سے پہلا فائدہ جو ہم کو ملا ہے۔ وہ یہ ہے۔ ہمارے بچے اب بہادر سپاہی بن رہے ہیں۔ جو لوگ کبھی پشتوں سے سپاہی نہ ہوئے تھے۔ اب اُن کی فوجیں بھرتی ہو رہی ہیں۔ ہم بھی اب یہ کہنے کے اہل ہو گئے ہیں کہ ہم بھی ہیں پانچوں سواروں میں۔

(۲)

ہم بادشاہ کی نمک حلال رعایا ہیں اگر یہ جنگ عظیم نہ ہوتا اور سرکار کو ضرورت نہ پڑتی تو ہمارے واسطے نمک حلالی کا ثابت کرنا مشکل ہو جاتا۔ مگر خدا نے ہم کو موقعہ دیا ہے کہ ہم مسیحی دنیا پر ثابت کر دیں کہ ہم سچ مچ قولاً نہیں مگر فعلاً نمک حلال رعایا ہیں جس قدر رنگروٹ مسیحی بھرتی ہوئے۔ تناسب کے لحاظ سے سب قوموں سے بڑھکر ہیں جھنگ بار کے علاقہ میں بڑے بڑے گاؤں ہندو مسلمانوں کے ہیں۔ اُن میں سے کسی گاؤں سے ۲ کسی سے ۳ کسی سے ۴۔ منٹگمری والا مسیحی گاؤں جس میں قریباً ۱۲-۱۳ سو کی آبادی ہے ۵۰ پچاس رنگروٹ اس وقت فوج میں بہادر سپاہی ہیں۔ اور مسوپوتامیہ فیلڈ میں کام کرتے ہیں۔ اس وقت میرے تین بیٹے فوج میں ہیں۔ ایک ابھی ڈیرہ غازیخاں کی مہم فتح کر کے واپس آیا ہے۔ ایک مسوپوتامیہ میں جمعدار ایشن ۲۷ میں خدمت کر رہا ہے۔ ایک بھی بی۔ اے پاس کر کے رائل ایم سی اے کی طرف سے سرکار کی فوجی خدمت کے واسطے مسوپوتامیہ کو گیا ہے۔ کیا یہ ہماری مسیحی وفاداری اور نمک حلالی اور خدمت گذاری نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ کون ہم مسیحیوں کے برابر خدمت گذار ہے ایک پادری اپنے تین بیٹے سرکار کی خدمت میں دیوے۔ یہ نہیں کہ نالائق بیٹے ہیں۔ سپاہی بھرتی ہو گئے۔ خدا کے فضل سے لائق ہیں۔ لیکن انہوں نے سرکار کی خدمت مقدم سمجھی ہے۔ خدا برکت دے اور سلامتی بخشے۔

البتہ مسیحیوں کی غربت نے ان کو کافی طور پر مالی خدمت ادا کرنے کی توفیق نہیں دی۔ تو بھی جہاں تک ہو سکا انہوں نے کی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ہم اس میں بھی کسی سے کم نہ رہیں۔ اگر ہمارے مسیحی فی کس ایک ایک روپیہ سرکار کی خدمت میں دیدے تو صرف پنجاب سے ۲½ لاکھ روپیہ جمع ہو سکتا ہے جو ہمارے امیر بھائی ہیں۔ جیسے لاہور۔ امرتسر۔ جالندھر میں ہیں۔ بعض اُن میں سے سینکڑوں اور ہزاروں دے سکتے ہیں۔ خدا کرے کہ ہم اس میں سے بھی بازی لے جاویں۔ تاکہ ہماری پوری وفاداری ثابت ہووے۔ ہم بھی امیروں میں ہو جاویں۔ کیوں دولت مند ہمت نہ کرینگے امید کہ ایڈیٹر امرسدھو آغاز کرینگے۔

(۳)

روحانی بیداری اگرچہ جیسا چاہیے ویسا تو ابھی تک نظر نہیں آتا۔ مگر تاہم جگہ جگہ بیداری کے آثار نظر آنے لگے ہیں۔ یورپ کی حالت تو بدتر ہے۔ کیونکہ وہاں سائنس خدا ہے اور سائنس کی پیروی ہو رہی ہے۔ وہ بجائے توبہ کے اور بھی سخت دل

ہو رہے ہیں۔ تاہم ایماندار نظر اوپر اٹھائے ہوئے ہیں کہ اُن کا چھٹکارا قریب ہے۔ اور یہاں ہندوستان میں بھی خداوند کی آمد پر بہت توجہ ہو رہی ہے۔ بعض تو جہان تک دنیا سے تنگ آگئے ہیں کہ وہ پکار رہے ہیں کہ میرے محبوب نے کیوں دیر لگائی ہے۔ آ۔ اے خداوند یسوع آ۔

مگر افسوس ہے کہ ہمارا نور افشاں ایک خطرے میں گرفتار ہو گیا ہے۔ اس کو نامہ نگار دھوکا دینگے۔ آجکل اسٹرینٹیل چرچ والے جن کو سب ہیٹرین کہتے ہیں۔ جن کو خداوند کی آمد کا ایسا علم ہے کہ وہ دن اور وقت بھی بتلا سکتے ہیں۔ اُن کے خیالات کی جھلک نور افشاں کے مضامین میں نظر آنے لگی ہے۔ جو کسی دن کفر کے درجہ تک پہونچے گی۔ سو بندہ سوچ سمجھ کر اور نامہ نگار کے ایمان کا پتہ لگا کر مضمون شایع کریں خاصکر سبت اور خداوند کی آمد کے مضامین۔ خداوند کی آمد پر میں ایک مضمون بھیجتا ہوں۔ میرا دعویٰ نہیں ہے کہ میں ٹھیک لکھتا ہوں۔ مگر سوچنے کے واسطے چند نوٹ مفید ہونگے۔

یہ مضمون میرا باقی وارد ہے۔ انشاءاللہ پھر کسی وقت۔

واعظ

خلوتی جلسہ اور کانفرنس

شمالی ہندوستان کے تمام اردو بولنے والے خادمان دین (پادری صاحبان) کے لئے ایک میٹنگ ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ ستمبر ۱۹۱۹ء کو سہارنپور میں فراہم ہوگی۔ تمنا کی جاتی ہے کہ تمام کلیسیائیں اور مشنیں جو اس علاقہ مذکورہ میں کام کر رہی ہیں اس میٹنگ میں شریک ہونگی۔ اس کے پہلے دن یعنی ۱۸ تاریخ کو خلوتی جلسے ہونگے۔ ایسے لوگ ان جلسوں کے چلانے والے ہونگے۔ جو اس کام کے نہایت موزوں اور حسب حال ہونگے۔ منادی کے بعض شخصی مسائل پر بھی غور کیا جاویگا۔ دوسرے دنوں میں منتخب لوگ بشارتی کام کے متعلق متفرق امور پیش کرینگے۔ اور پھر ان پر آزادانہ بحث ہوگی۔ ہندوستان میں بشارت دینے کے ضروری کام کا پورا پورا اندازہ کرنا بڑا مشکل ہوگا۔ جس کو یہ لوگ انجام دینگے۔ اور اس کانفرنس کو ان کے لئے خاص طور پر مفید بنانے میں کوئی بھی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا جا رہا ہے۔ جو لوگ مشکلات سے پر اور حوصلہ شکن مقامات سے تشریف لائیں گے۔ اُن کی مدد کرنے کے لئے بڑے بڑے روحانی اور وسیع علمی قابلیت کے لوگوں کو دعوت دیجا رہی ہے۔ اس مدعا کے لئے جن لوگوں کی آنے کی توقع کی جاتی ہے۔ اور بعضوں نے تو ابھی سے وعدے کر دیئے ہیں۔ ان میں سے بعض یہ ہیں۔ یعنی مدراس ایونجلسٹک فارورڈ موومنٹ کے پادری ایچ۔ اے پوپلی بشپ جے ڈبلیو راینسن۔ پادری بی سی سرکار۔ پادری جے آر چیتمبر۔ پادری سی۔ اے آر جانورٹز۔ پادری ای سٹنلی جونس۔ پادری ٹی۔ ایس سی بنرجی۔ پادری جوئس۔ [illegible] ظہور لعل اور دیگر صاحبان ہیں۔ ایسے انتظام کئے جائینگے کہ جو لوگ تشریف لائیں شخصی بات چیت اور دعا کے لئے ان لیڈروں سے پرائیویٹ ملاقات کر سکیں۔ ہماری دانست میں یہ انتظام بڑی قدر کی نگاہوں سے دیکھا جاویگا۔ ہر کلیسیا کے آرڈین خادمان دین کا نہ صرف صدق دلی سے خیر مقدم کیا جائیگا۔ بلکہ جہاں ضرورت ہوگی ایک طرف کا تیسرے درجہ کا ریلوے کرایہ بھی دیا جاکر اُن کی مالی امداد بھی کیجائیگی۔ یہ امداد وائی ایم۔ سی۔ اے کی جانب سے غالباً ہوگی۔ اور یہ تجویز پیش کیجاتی ہے۔ کہ حسب ضرورت کلیسیا یا دیگر مقامی جماعت بھی اس عطیہ میں اضافہ کریگی۔

ہندوستانی خوراک کا وہی نرخ ہوگا جو سہارنپور کنونشن یا دیگر کنونشنوں میں ہوا کرتا ہے۔ یعنی ۸ ر اور انگریزی طریق کے کھانے کے لئے ایک روپیہ (عہ) یومیہ کل عرصہ کے لئے لیا جاویگا۔ رہائش کے واسطے انتظام کی درخواست اور سہارنپور پہونچنے کے وقت کی اطلاع سہارنپور پادری بی بی رائے صاحب کے پاس بھیجنا چاہیے۔ آخر میں سنجیدگی کے ساتھ درخواست کیجاتی ہے۔ کہ تمام کلیسیائیں۔ پاسبان۔ مشنری اور ایلچی صاحبان کانفرنس کے لئے خاص طور پر دعا کریں۔ اور کہ کلیسیائیں اپنے پاسبانوں کو یہاں آنے کا موقع دیں۔ اور مشنری صاحبان ان آرڈین منسٹرل کو یہاں آنے کی سہولتیں دیں۔ اور اگر ضرورت ہو تو یہاں آنے پر انہیں مجبور بھی کریں۔ سب دعا کریں کہ یہ تمام تجاویز خدا کے زیر حکومت ہو۔

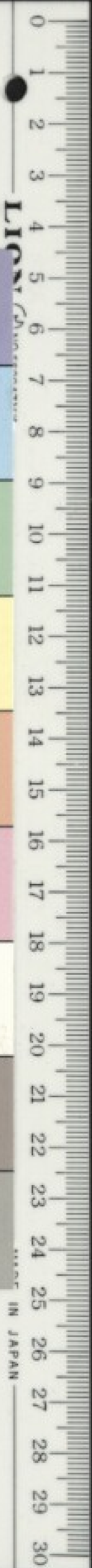
کمیٹی:۔ ایچ۔ اے پوپلی۔ جے ڈبلیو راینسن۔ بی۔ بی رائے

۳۶/۱

سیالکوٹ کنونشن

مشہور و معروف سیالکوٹ کنونشن اس سال ۲۴ لغایت ۳۰ ستمبر ہوگی۔ ایک نہایت ہی عمدہ پروگرام تیار کیا گیا ہے۔ کنونشن کے خاص مضامین

* ایڈیٹر نامہ نگاروں کی رایوں کا ذمہ دار نہیں ہے۔ مگر نور افشاں کے تزئین اوراق ہر ہندوستانی مسیحی کے لئے مسیح کے جلال کے واسطے کھلے ہیں خواہ وہ کسی کلیسیا کا کیوں نہ ہو۔



ہمارے خداوند یسوع مسیح کی دوسری آمد کی نسبت ہونگے۔ اور ہم یقین دلاتے ہیں کہ یہ موقعہ بڑی بھاری روحانی بیداری اور طاقت کا ہوگا۔

تمام مسیحیوں کو دعوت دیجاتی ہے کہ وہ شامل ہوں اور نیز ہندو مسلمان یا دیگر غیر مسیحی صاحبان جو کہ مسیح اور مسیحی مذہب کے سیکھنے کی بابت خواہشمند ہیں اُنکو بھی عام دعوت ہے۔

رہائش اور کھانے پینے کے انتظام کی بابت تمام درخواستیں سیکرٹری سیالکوٹ کنونشن بمقام نسیم باغ کشمیر آنی چاہئیں اور بعد ازاں تمام خط و کتابت گوجرانوالہ پنجاب کے پتے پر۔

ریورنڈ جے۔ اے۔ مکالی۔ ڈی۔ ڈی

نسیم باغ کشمیر۔

مؤنی بابا

گذشتہ سے پیوستہ۔

یہ ذات کی چھوت چھات کو سب برا سمجھتے تھے۔ بڑے پرہیزگار مرد تھے اور دعا مانگنے والے تھے۔ بنیا میں پڑھتے پڑھتے اسی اُستاد کی زندگی کی تاثیر سے پیارے لعل نے ہندو دھرم کو ترک کیا اور برہمو دھرم کو اختیار کر کے ایک خدا کی پرستش کرنے لگا۔

ایک دن اُستاد جی نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ گھر میں بیٹھ کر ایشور کا نام لو اور بھلا مانس بنو بس یہی دھرم ہے۔ کسی دوسری ذات کے ہاتھ سے کھانا کوئی دھرم نہیں۔ پر میں تمہیں کہتا ہوں کہ جو ہم زبان سے کہتے ہیں سو کر کے بھی دکھانا چاہئے۔ جب ہم زبان سے کسی کو بھائی کہتے ہیں تو چاہئے کہ ہم اپنے عمل سے بھی اس بات کو ثابت کریں۔

پس مسلمانوں کے ہاتھ سے بھی کھانا دھرم ہے۔ اس سے اپنا اور دوسرے کی ذات کا وہم جاتا رہیگا۔

پیارے لعل اُستاد جی کی نصیحت سے ایسا قائل ہوا کہ فوراً اپنی جماعت کے محمدی لڑکے کے گھر جا کر کھانا کھایا۔ اور ہمیشہ کے لئے ذات کے بندھن کو توڑ دیا۔

بنا سے انٹرنس پاس کر کے پیارے لعل راج شاہی کالج میں داخل ہوا۔ مگر بیمار ہونے سے اسکو تعلیم سے دستبردار ہونا پڑا۔ اس کے بعد پیارے لعل کچھ عرصہ تک جلپائی گوڑی میں اُستاد کا کام کرتا رہا۔ بعد کو سیدپور بنگلی نام

بخدا یہ شخص سچ مچ ایک عجیب شخص تھا۔ میں نے بھی ان کے قدموں پر تعلیم پائی۔ ہم کو یہ بہت کچھ مسیحی معلوم ہوتے تھے۔ اس کی سب سے پیاری کتاب "امیٹیشن آف کرائسٹ" (مسیح کی پیروی) تھی جب میں ان سے برہمو دھرم میں دکھشیت ہوا۔ (initiated) تو انہوں نے اپنی کتاب مسیح کی پیروی مجھکو انعام دی۔ یہ بہت دعا مانگتے تھے اور کبھی کبھی روزہ بھی رکھتے تھے۔ پر جب روزہ رکھتے تھے تو کھانا اپنے واسطے برابر پکوایا کرتے تھے اور کسی غریب کو بلا کر دے دیا کرتے تھے۔ ایک روز اپنا کھانا دینے کیلئے پہلے ایک محمدی کو بلایا پر وہ نہ آیا اُس محلہ میں ایک غریب مسیحی عورت رہتی تھی انہوں نے اُسکو بلوایا اور وہ فوراً آکر کھانا لے گئی۔ اس دن میری اُستاد جی سے اس مسئلے پر بات چیت ہو رہی تھی (مضبوط کو قیام ہوگا-) انہوں نے اس عورت کیطرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ ہے وہ مضبوط جس کو قیام ہے۔ یہ اس وقت کا بیان ہے جب آپ رنگپور گورنمنٹ ہائی سکول میں تبدیل ہو کر گئے تھے

ایک گاؤں میں جا کر وہاں کے مڈل سکول کا ہیڈ ماسٹر بنا۔ اپنی بیوی کو بھی لے آیا۔ اس کو تعلیم دینے کے لئے اس نے بڑی ہی کوشش کی پر کامیاب نہ ہوا۔ ایک لڑکی پیدا ہوئی اس کے کئی برس بعد بیوی بھی انتقال کر گئی۔ بیوی کے مرنے کے بعد پیارے لعل نے بھی دنیا سے رخصت لی۔

باقی دارد

رسیدزر

بابو مولا بخش	ے
پادری ایم چرن	ے
مسٹر ڈبلیو ہنری	ے
ڈاکٹر جے ایم رضا	ے
منشی حشمت اللہ	عہ ۸/
سیکرٹری (اشتہار)	عہ ۱۰/
بابو کرپا مسیح	۲/ ۱/
رام چرن اشتہار	ھ ۵/
جان ہوورڈ	عہ
ڈاکٹر آر دت	ے
منشی کے ایم سالک	عہ ۸/
پادری الیعازر شاہ	عہ ۸/
مسٹر ایچ سی گیل	عہ ۸/
پادری ایچ ایل سفیر	ے
نبی بخش	عہ ۸/
پادری ایف ایل ٹن	ھ
" ٹی سی ہنری	ے ۱۳/
مسٹر سنت رام	ے

نور افشاں کے لئے نئے خریدار دیجئے۔

لٹل انڈیا

اس نام کا ایک مسیحی مدرسہ حال ہی میں الہ آباد میں پادری جے سی میری ایم۔اے سپرنٹنڈنٹ کے زیر اہتمام کھولا گیا ہے۔ جس کے وارڈن مسٹر ای ایچ کلنڈبی۔اے۔ ایل ٹی میں جنکا پرائمری اور ہائی سکول میں مسیحی طلبا کے لئے ایک ہوسٹل۔ بڑے لڑکوں کے لئے بائے سکاوٹ کی ایک جماعت ہے۔ چھوٹے لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے کنڈر گارٹن کلاسیں ایک امریکن لیڈی کے زیر اہتمام ہیں۔ ایک سند یافتہ ڈاکٹر میم صاحبہ ہوسٹل میں لڑکوں کے علاج معالجہ کے لئے رہتی ہیں۔ زمین کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے لڑکوں کو الگ الگ دیئے جاتے ہیں تاکہ باغ کا کام بھی سیکھیں اس کے ذریعہ اور کچھ اور وسیلوں سے لڑکے اپنی پاکٹ منی (جیب خرچ) پیدا کرتے ہیں۔ اور یوں روپیہ کی قدر کرنا سیکھتے ہیں۔ ہوسٹل کے انتظام کے صلاحکار ان میں پروفیسر جے ڈی طالب الدین گورنمنٹ ٹریننگ کالج۔ اور پروفیسر سی۔ ٹی ٹامسن ایونگ کرسچن کالج شامل ہیں۔ صرف ہوسٹل کے لڑکوں کے لئے ایک بہت بڑا میدان کھیل کود کے لئے ہے۔ ہر ایک لڑکے کو تیرنا سکھانے کی کوشش کیجاتی ہے۔ مسیحی طلبا کے لئے بائبل کلاسوں کا انتظام علیحدہ کیا گیا ہے۔ سٹڈی کا اچھا بندوبست ہے۔ فیس معقول ہے۔ سپرنٹنڈنٹ کی بڑی آرزو ہے کہ لڑکوں کے والدین یا رشتہ دار اور تمام صاحبان جو لٹل انڈیا سے دلچسپی رکھتے ہیں جب وہ الہ آباد آئیں تو یہاں تشریف لا کر ہوسٹل کا ملاحظہ فرمائیں۔ جمعہ کا دن ۴ بجے سے ۶ بجے تک اس بات کے لئے مخصوص ہے۔ مفصل حالات سپرنٹنڈنٹ صاحب سے دریافت کیجئے۔

نورافشاں کے لئے نئے خریدار دیجئے۔

کرسچن بوائز بورڈنگ سکول لودیانہ

قائم شدہ ۱۸۷۵ء

تسلی بخش انتظام

حرفتی کارخانہ۔ یہ بورڈنگ عیسائی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کیلئے عرصہ دراز سے جاری ہے۔ مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے یکم اپریل ۱۹۱۸ء سے مڈل ورنیکلر اور انگریزی کی تین جماعتیں ایک امریکن لیڈی صاحبہ کی نگرانی کر رہی ہیں اس سے بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔ خرچ خوراک ماہواری فی طالب علم للعہ فیس جماعت ماہواری فی طالب علم ۸/ سکول کی شرح متفرقات قیمت کتب و سٹیشنری علاوہ رہے۔ ان کے طالب علم برائے حصول تعلیم سٹی مشن سکول میں داخل ہوتے ہیں۔ سکول ہذا میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی وغیرہ مناسب قیمت پر فروخت ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں چمن کشائی کرولی کیرم وغیرہ بھی تیار ہوتے ہیں کرو کونل فی عہ سے صہ تک ہیں کرشا ۱۰ عہ سے ۱۲ عہ تک۔ مزید حالات بذریعہ خط و کتابت پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کیلئے جاری ہے۔ اور تقریباً ایک میل شہر سے باہر ایک پرفضا اور صحت افزا مقام پر واقع ہے۔ اس کے متعلق وسیع اور ہوادار بورڈنگ ہوس خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان لڑکوں کے غسل کے لئے خوش وضع حوض عبادت کے لئے گرجا گھر اور جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں۔ مزید بریں سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں سکول ہذا میں چند مسیحی لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے۔ لہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں۔ المشتہر

پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ
ضلع گورداسپور۔

باغ دل

ایڈیٹر مسٹر کیلب

چندہ سالانہ ۸/ اگر دو یا زیادہ کاپیاں ایک پتہ پر بھیجی جاویں تو ۶/ ہوگا فی کاپی۔ المشتہر ای۔ ایم ویری ڈی ڈی لودیانہ

کرسچن بک سٹور لودیانہ

یہاں ہر قسم کی مسیحی علم و ادب کی کتابیں فروخت ہوتی ہیں جو اردو پنجابی زبانوں میں ٹریکٹ سوسائٹی پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی انڈین و سوسائٹی کیطرف سے شائع ہوتی ہیں فہرست کتب کے واسطے لکھیں منیجر پادری ای ایم ویری صاحب لودھیانہ

مخزن مسیحی

یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی اور پندرہ تاریخ کو زبان انگریزی اور رومن اردو میں الہ آباد سے شائع ہوتا ہے۔ اس میں کلیسائی اور دیگر خبریں کرسچن انڈیا کے مضامین اور سنڈے سکولوں کے سبق شائع ہوتے ہیں چندہ سالانہ مستقل خریداران ۲/ روپے۔ سیکڑا روپیہ نمونہ ایڈیٹر مخزن مسیحی سے جوابی پی سے طلب کر سکتے ہیں۔

دستور العمل نورافشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر محصول ڈاک	عہ
ہندوستان و پنجاب سے معہ "	۴/
غیر ممالک سے "	ے ۳/

قیمت ہر حالت میں پیشگی لیجائے گی۔

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہار	سہ ماہی	ششماہی	سالتمام
کالم کا ۱/۸ حصہ	۸/ے	ے	لعہ
چوتھائی کالم	ے	لعہ	عہ
نصف کالم	لعہ	عہ	صہ
پورا کالم	عہ	صہ	سہ
پورا صفحہ	صہ	صعہ	اصہ

ہر ایک دفعہ کے لئے فی سطر ۱/ ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا۔

نوٹ۔ نامہ نگار اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں۔

پادری ای ایم ویری صاحب ڈی ڈی ایڈیٹر و منیجر نورافشاں کے لئے مشن سٹیم پریس لودیانہ میں باہتمام وائل پراؤن چھپا۔